



سوال

(353) ایک طلاق کے بعد اندر عدت رجوع جائز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ کہ مسمیٰ محمد جمیون ولد محمد عبداللہ قوم کھیار موضع ترل کے تحصیل چوئیاں ضلع لاہور مسماں نور شید بیگم دختر بچو قوم کھیار موضع داؤکے کھنیا نہ تحصیل چوئیاں ضلع لاہور جو کہ میری منکوحہ بیوی ہے کو بوجہ زبان دراز، بد چلن ہونے کے طلاق دیتا ہوں، میرا اس کے ساتھ اب کسی قسم کا کوئی تعلق از قسم ازدواجی حیثیت نہیں رہا ہے، نوٹ میں نے یہ طلاق مورخہ 10-3-74 کو دی تھی اس سے پہلے میں نے کوئی طلاق نہیں دی، کیا میں رجوع کر سکتا ہوں۔ (سائل محمد جمیون ولد محمد عبداللہ حال موضع اور پانہ ڈاکخانہ پکا سدھار تحصیل پاکپتن ضلع ساہیوال)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال بشرط صورت مسئلہ میں بشرطیکہ طلاق دہندہ کی یہ طلاق پہلی یا دوسری طلاق ہو ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے۔ اور جس طلاق (یعنی وہ طلاق جو عدت کے اندر اندر واپس لے کر گھر آباد رکھنے کی شرعاً اجازت ہوتی ہے) میں بالاتفاق عدت کے اندر رجوع کر لینا شرعاً جائز ہے کہ عدت پوری ہونے تک نکاح بحال رہتا ہے۔ اور اگر عدت گزر جائے تو بلا حلالہ کے نکاح جدید کی شرعاً اجازت ہے، قرآن مجید میں ہے۔

الطَّلَاقُ مَتَّانٍ فَإِنْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِخْسَانٍ ۚ ۲۲۹... البقرة

کہ رجعی طلاق دو مجلسوں میں ہے پھر اس کے بعد یا لچھے طریقہ سے آباد رکھنا ہے یا پھر شائستگی کے ساتھ اسے پھوڑ دینا ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے امام ابن کثیر رقم طراز ہیں:

فَإِنْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِخْسَانٍ أَي إِذَا طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ، فَأَنْتَ خَيْرٌ فِيهَا مَا دَامَتْ عَدَّتْهَا بَاقِيَةً بَيْنَ أَنْ تَرُدَّهَا إِلَيْكَ نَاقِيَةً أَوْ بِإِصْلَاحِهَا وَالْإِحْسَانُ إِلَيْهَا، وَبَيْنَ أَنْ تَتْرُكَهَا حَتَّى تَنْقُضِيَ عَدَّتَهَا قَبْلَ مَنَاقِئِهَا (1) (تفسیر ابن کثیر: ج 1 ص 272)

یعنی جب تو اپنی منکوحہ بیوی ایک یا دو طلاقیں دے ڈالے تو پھر تجھے عدت کے اندر اندر یہ اختیار حاصل ہے کہ اصلاح اور نیک سلوک کرنے کی نیت سے طلاق واپس لے کر اپنی اس بیوی کو اپنے گھر آباد کر لے یا اس کو پھوڑ دے تاکہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور وہ تیرے نکاح سے منحل جائے اور اپنے مستقبل کا کوئی فیصلہ کر سکے۔



اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ رجعی طلاق کی عدت (تین حیض یا تین ماہ) پوری ہونے تک نکاح قائم اور بحال رہتا ہے اور رجوع جائز ہوتا ہے مگر چونکہ سوال نامہ کی نکتہ کشیدہ تصریح کے مطابق یہ طلاق مورخہ 10-3-1974ء کو دی گئی تھی۔ اور آج 13-6-97ء یعنی 23 برس اور تین ماہ گزر چکے ہیں۔ لہذا نکاح کب کا ٹوٹ چکا ہے اور بیوی حبالہ عقد سے آباد ہو چکی ہے، لہذا اب رجوع کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں، ہاں اب نکاح ثانی شرعاً جائز ہے قرآن مجید میں ہے:

وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَعْلَمُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ... ۲۳۲ ... البقرة

”اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔“

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب حضرت معقل بن یسار نے اپنی مطلقہ ہمشیرہ کو اپنے خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا۔

خلاصہ: بحث یہ کہ بشرط صحت سوال صورت مسئلہ میں ایک رجعی طلاق شرعاً واقع ہوئی ہے اور چونکہ نکاح ٹوٹ چکا ہے کہ عدت کب کی پوری ہو چکی لہذا اب طلاق دہندہ اپنی اس مطلقہ رجعی سے دوبارہ نکاح کر کے اپنا گھر آباد کر سکتا ہے۔ حلالہ کی قطعاً ضرورت نہیں مفتی کسی قانونی سقلم کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔

هذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ محدیہ

ج 1 ص 854

محدث فتویٰ